ضعیف روایات کا فتنہ اور صحیح حدیث کی اہمیت

مولانا ابو امامہ نوید احمد بشار (مدرس جامعہ علوم اثریہ جہلم)

سند دین ہے۔ سند ہی کے ذریعے حدیث کے ''منزل من اللہ'' ہونے کا یقین ہوتا ہے۔ اسی کی بدولت حدیثِ رسول ہر قسم کی تحریف و تبدیلی اور ترمیم و اضافے سے محفوظ ہے۔ یہ امتِ محمدیہ میں محدثین عظام کی کرامت اور لازوال اعزاز ہے۔ یہ قرآن و حدیث کی صداقت پر وہ روشن حجت اور دلیل ہے، جس سے دیگر مذاہبِ عالم کی قدیم و جدید کتابیں خالی ہیں۔ یہ پیغمبر اسلام، نبی اکرم ﷺ تک پہنچنے کا واحد راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمتِ عظمیٰ محدثین کرام کے وارث ''اہل حدیث'' کو بخشی ہے، وہی اس کے اہل اور قدردان ہیں۔ جاہل، کاہل اور کج فطرت انسانوں کی گمراہی اور اخلاقی پستی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکی۔ یہ آج بھی اپنی تمام تر خوبیوں کے ساتھ اہل اسلام کے پاس بطور دائمی نعمت محفوظ و موجود ہے۔

سند کی اہمیت سے انکار یا روگردانی یقیناً اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناسپاسی اور احسان کی ناشکری ہے۔ ائمہ مسلمین نے اس کی اہمیت کو خوب واضح کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے آج تک بے سند یا محدثین کرام کے اصولوں کے مطابق ''ضعیف'' و ''متروک'' راوی کی روایت کو دین نہیں بنایا۔ محدثین کرام اس میدان کے شہسوار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر حقائق منکشف کیے تھے۔

❁ شیخ الاسلام ثانی، عالم ربانی، امام محمد بن ابوبکر، ابن قیم رحمہ اللہ (691-751ھ) فرماتے ہیں:

'إِنَّ كُلَّ مَا حَكَمَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَهُوَ مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ، وَهُوَ ذِكْرٌ مِّنَ اللّٰهِ أَنْزَلَهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ، وَقَدْ تَكَفَّلَ سُبْحَانَهُ بِحِفْظِهٖ، فَلَوْ جَازَ عَلٰى حُكْمِهِ الْكَذِبُ، وَالْغَلَطُ، وَالسَّهْوُ مِنَ الرُّوَاةِ، وَلَمْ يَقُمْ دَلِيلٌ عَلٰى غَلَطِهٖ، وَسَهْوِ نَاقِلِهٖ، لَسَقَطَ حُكْمُ ضَمَانِ اللّٰهِ، وَكَفَالَتِهٖ لِحِفْظِهٖ، وَهٰذَا مِنْ أَعْظَمِ الْبَاطِلِ، وَنَحْنُ لَا نَدَّعِي عِصْمَةَ الرُّوَاةِ، بَلْ نَقُولُ : إِنَّ الرَّاوِيَ إِذَا كَذَبَ، أَوْ غَلِطَ، أَوْ سَهَا، فَلَا بُدَّ أَنْ يَقُومَ دَلِيلٌ عَلٰى ذٰلِكَ، وَلَا بُدَّ أَنْ يَكُوْنَ فِي الْأُمَّةِ مَنْ يَعْرِفُ كَذِبَهٗ، وَغَلَطَهٗ، لِيَتِمَّ حِفْظُهٗ لِحُجَجِهٖ وَأَدِلَّتِهٖ، وَلَا تَلْتَبِسَ بِمَا لَيْسَ مِنْهَا' ''رسولِ اکرم ﷺ نے جو بھی حکم فرمایا، وہ وحیِ الٰہی پر مبنی ذکر تھا اور اس ذکر کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر نازل فرمایا اور اس کی حفاظت کا ذمہ بھی خود لیا۔ اگر یہ ممکن ہو کہ آپ ﷺ کے حکم میں راویوں کے جھوٹ، غلطیاں، سہو شامل ہو جائیں اور اس پر کوئی دلیل بھی قائم نہ ہو سکے تو اللہ تعالیٰ کی ضمانت اور حفاظت والی

بات تو ساقط ہو جائے گی اور یہ بہت بڑا جھوٹ ہے۔ ہم راویوں کے معصوم عن الخطا ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے، لیکن یہ کہتے ہیں کہ راوی جب جھوٹ بولے، غلطی کرے یا بھول جائے تو ضرور اس پر کوئی دلیل قائم ہو جاتی ہے اور امت میں ضرور ایسے افراد موجود رہتے ہیں جو راویوں کے جھوٹ اور ان کی غلطیوں کو جان جاتے ہیں۔ اسی سے اللہ تعالیٰ کا اپنی نصوص و دلائل کی حفاظت کرنے کا وعدہ پورا ہوتا ہے اور اسی سے دین میں وہ بات شامل نہیں ہو پاتی جو اس کی تعلیمات کے منافی ہے۔'' (مختصر الصواعق المرسلة على الجهميّة والمعطّلة، ص: 555)

امام ابراہیم بن موسیٰ، شاطبی، غرناطی رحمہ اللہ (م: 790ھ) فرماتے ہیں:

'وَلَوْ كَانَ مِنْ شَأْنِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ، الذَّابِّيْنَ عَنْهُ، الْأَخْذُ مِنَ الْأَحَادِيْثِ بِكُلِّ مَا جَاءَ عَنْ كُلِّ مَنْ جَاءَ، لَمْ يَكُنْ لِّانْتِصَابِهِمْ لِلتَّعْدِيْلِ وَالتَّجْرِيْحِ مَعْنًى، مَعَ أَنَّهُمْ قَدْ أَجْمَعُوْا عَلٰى ذٰلِكَ، وَلَا كَانَ لِطَلَبِ الْإِسْنَادِ مَعْنًى يَتَحَصَّلُ، فَلِذٰلِكَ جَعَلُوا الْإِسْنَادَ مِنَ الدِّيْنِ، وَلَا يَعْنُوْنَ: حَدَّثَنِيْ فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ مُجَرَّدًا، بَلْ يُرِيْدُوْنَ ذٰلِكَ لِمَا تَضَمَّنَهُ مِنْ مَّعْرِفَةِ الرِّجَالِ الَّذِيْنَ يُحَدِّثُ عَنْهُمْ، حَتّٰى لَا يُسْنَدَ عَنْ مَّجْهُوْلٍ، وَلَا مُجَرَّحٍ، وَلَا مُتَّهَمٍ، وَلَا عَمَّنْ لَّا تَحْصُلُ الثِّقَةُ بِرِوَايَتِهٖ، لِأَنَّ رُوْحَ الْمَسْأَلَةِ أَنْ يَّغْلِبَ عَلَى الظَّنِّ مِنْ غَيْرِ رِيْبَةٍ أَنَّ ذٰلِكَ الْحَدِيْثَ قَدْ قَالَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِنَعْتَمِدَ عَلَيْهِ فِي الشَّرِيْعَةِ، وَنُسْنِدَ إِلَيْهِ الْأَحْكَامَ، وَالْأَحَادِيْثُ الضَّعِيْفَةُ الْإِسْنَادِ، لَا يَغْلِبُ عَلَى الظَّنِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَهَا، فَلَا يُمْكِنُ أَنْ يُّسْنَدَ إِلَيْهَا حُكْمٌ، فَمَا ظَنُّكَ بِالْأَحَادِيْثِ الْمَعْرُوْفَةِ الْكَذِبِ؟ نَعَمْ، الْحَامِلُ عَلٰى اعْتِمَادِهَا فِي الْغَالِبِ، إِنَّمَا هُوَ مَا تَقَدَّمَ، مِنَ الْهَوَى الْمُتَّبَعِ' ''اگر دین کا دفاع کرنے والے اہل اسلام یہ روش اپناتے کہ ہر شخص کی بیان کردہ ہر حدیث قبول کرتے تو ان کی جرح و تعدیل کی طرف اتفاقی نسبت کیا معنیٰ رکھتی؟ نیز سند کا مطالبہ کرنا بھی بے فائدہ ہوتا۔ اسی بنا پر محدثین کرام نے سند کو دین کا حصہ قرار دیا اور سند کا مطلب صرف فلاں سے فلاں کی روایت نہیں، بلکہ محدثین کی مراد سند کے ضمن میں راویوں کی معرفت ہوتی ہے تاکہ کسی مجہول و نامعلوم، مجروح، متہم اور ایسے شخص سے حدیث نہ لی جائے جو نا قابل اعتماد ہے۔ سند کا مقصد تو یہ ہے کہ بغیر کسی شبہے کے ظن پر یہ چیز غالب ہو جائے کہ یہ حدیث رسولِ اکرم ﷺ کی فرمودہ ہے تاکہ ہم شریعت میں اس پر اعتماد اور احکام میں اس سے استدلال کر سکیں۔ اس کے برعکس ضعیف احادیث سے یہ ظن غالب پیدا نہیں ہوتا کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا ہوگا۔ لہٰذا ان میں کسی حکم کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی۔ (جب ضعیف حدیث کا یہ حال ہے

تو) ان احادیث کا کیا ہوگا جن کا ضعیف ہونا مشہور ومعروف ہے۔ان پر اعتماد کا سبب تو خواہش نفس کی پیروی ہی ہوسکتا ہے۔''(الاعتصام :1/ 125,124، وفي نسخة :1/ 288,287 بتحقيق سليم الهلالي)

سند کا مطالبہ کرنا صدرِاول سے مسلمانوں کا وطیرہ رہا ہے، جیسا کہ:

مشہور تابعی، امام ہشام بن عروہ رحمہ اللہ (م: 146ھ) فرماتے ہیں: 'إِذَا حَدَّثَكَ رَجُلٌ بِحَدِيثٍ، فَقُلْ: عَمَّنْ هٰذَا ؟'' جب آپ کو کوئی شخص حدیث بیان کرے تو آپ اس سے پوچھیں کہ یہ کس کی بیان کردہ ہے؟''(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 34/2، وسندهٗ صحيحٌ)

قابل توجہ بات یہ ہے کہ آج کتابوں کی بھرمار ہے، ہرکس وناکس دین میں رائے زنی کررہا ہے، مصنّفین دل میں جو آئے، صفحۂ قرطاس پر لے آتے ہیں، کتابیں رطب ویابس سے اَٹی پڑی ہیں۔آپ کو بہت کم کتابیں ایسی ملیں گے، جن میں علم کی تنقیح کی گئی ہو، آج کل تو کالم نگار بھی مذہبی گفتگو میں جنگل کے شیر بنے ہوئے ہیں۔قارئین بچارے کھیل بنے ہوئے ہیں، ان کے لیے صحیح اور غلط بات میں فرق کرنا مشکل ہے، لہٰذا اس اَمر کی اشد ضرورت ہے کہ مذہبی تحریر میں احادیث نبویہ کے متعلق صحیح وضعیف کا خاص خیال رکھا جائے، قارئین کرام بھی ایسی کتابوں سے گریز کریں، جن میں اس بات کو ملحوظ نہ رکھا گیا ہو، جیسا کہ مولانا تقی عثمانی بڑی خوبصورت بات لکھتے ہیں:'' قرآن وحدیث کا معاملہ انتہائی نازک ہے۔ان کی تفسیر وتشریح میں ہرکس وناکس کی کتابوں سے استفادہ ٹھیک نہیں۔''(تبصرے، ص:260,259)

دورِ حاضر میں ضعیف روایات کی ترویج ایک بہت بڑا فتنہ بن چکا ہے، گمراہی وضلالت اور اُمت مسلمہ کے انتشار کی ایک بڑی وجہ یہی ہے، لہٰذا علمائے اسلام کا فریضہ بنتا ہے کہ وہ اپنی تحریر وتقریر میں صرف صحیح احادیث پر اکتفا کریں، ضعیف روایات کو حجت ماننا سلف صالحین کی مخالفت ہے، محدثین کرام اور علمائے اسلام ہر دور میں اس فتنہ سے خبردار کرتے رہے۔

چند آرا ذیل میں رقم کی جارہی ہیں:

1. امام ابوحاتم محمد ابن حبان البستی رحمہ اللہ (م:354ھ) فرماتے ہیں:'مَا رَوَى الضَّعِيفُ وَمَا لَمْ يَرْوِ فِي الْحُكْمِ سِيَّانِ،'' ضعیف شخص روایت کرے یا نہ کرے، دونوں کا حکم برابر ہے (یعنی ضعیف حدیث کی کوئی حیثیت نہیں ہے)۔''(المجروحین:1/328)

2 امام ابوسلیمان احمد بن محمد خطابی رحمہ اللہ (319-388ھ) کہتے ہیں: 'وَأَمَّا الطَّبَقَةُ الأُخْرىٰ وَهُمْ أَهْلُ الْفِقْهِ وَالنَّظَرِ فَإِنَّ أَكْثَرَهُمْ لاَ يَعْرِجُوْنَ مِنَ الْحَدِيْثِ إِلاَّ عَلىٰ أَقَلِّهِ وَلاَ يَكَادُوْنَ يُمَيِّزُوْنَ صَحِيْحَهُ مِنْ سَقِيْمِهِ، وَلاَ يَعْرِفُوْنَ جَيِّدَهُ مِنْ رَدِيْئِهِ وَلاَ يَعْبَؤُوْنَ بِمَا بَلَغَهُمْ مِنْهُ أَنْ يَّحْتَجُّوْا بِهِ عَلىٰ خُصُوْمِهِمْ إِذَا وَافَقَ مَذَاهِبَهُمُ الَّتِيْ يَنْتَحِلُوْنَهَا وَوَافَقَ آرَاءَ هُمُ الَّتِيْ يَعْتَقِدُوْنَهَا وَقَدِ اصْطَلَحُوْا عَلىٰ مُوَاضِعَةٍ بَيْنَهُمْ فِيْ قُبُوْلِ الْخَبَرِ الضَّعِيْفِ وَالْحَدِيْثِ الْمُنْقَطِعِ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ قَدِ اشْتَهَرَ عِنْدَهُمْ وَتَعَاوَرَتْهُ الأَلْسِنُ فِيْمَا بَيْنَهُمْ مِنْ غَيْرِ ثَبْتٍ فِيْهِ أَوْ يَقِيْنِ عِلْمٍ بِهِ، فَكَانَ ذٰلِكَ ضِلَّةٌ مِّنَ الرَّأْيِ وَغَبْناً فِيْهِ وَهٰؤُلاَءِ وَفَّقَنَا اللّٰهُ وَإِيَّاهُمْ لَوْ حُكِيَ لَهُمْ عَنْ وَّاحِدٍ مِنْ رُؤَسَاءِ مَذَاهِبِهِمْ وَزُعَمَاءِ نِحَلِهِمْ قَوْلٌ يَقُوْلُهُ بِاجْتِهَادٍ مِن قِبَلِ نَفْسِهِ طَلَبُوْا فِيْهِ الثِّقَةَ وَاسْتَبْرَؤُوْا لَهُ الْعُهْدَةَ'' دوسرا گروہ فقہا اور اہل نظر کا ہے، وہ حدیث کے بارے میں زیادہ علم نہیں رکھتا، اسی لیے وہ صحیح اور ضعیف احادیث میں تمیز نہیں کر پاتا، نہ جید اور غیر جید روایات کی معرفت رکھتا ہے، اپنے مذہب کی تائید میں ہر منقول روایت کو لاپرواہی برتتے ہوئے مدمقابل کے خلاف حجت بناتا ہے، خصوصاً جو روایات ان کے نظریات اور عقائد کی تائید کرتی ہوں، کئی مقامات پر انہوں نے ضعیف اور منقطع روایت کو ثبوت یقینی علم کے بغیر حجت بنانے پر اتفاق کر رکھا ہے، یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب وہ روایات ان کے درمیان مشہور ہوں اور ان کی زبانیں ایک دوسرے سے نقل کرتی ہوں، یہ بات ان کی رائے کے ہلکا پن اور کند ذہن ہونے کی عکاس ہے، اللہ تعالیٰ انہیں اور ہمیں توفیق دے۔ اگر کوئی ان کے سامنے ان کے کسی امام یا بڑے عالم کا قول پیش کرے تو وہ آگے سے اس کا ثبوت مانگتے ہیں، تاکہ وہ خود اس سے بریٔ الذمہ ہو جائیں۔'' (معالم السنن: 1/3،4)

3 امام علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی رحمہ اللہ (384-456ھ) کہتے ہیں: 'إِمَّا بِنَقْلِ أَهْلِ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ أَوْ كَافَّةٍ عَنْ كَافَّةٍ أَوْ ثِقَةٍ عَنْ ثِقَةٍ حَتّٰى يَبْلُغَ إِلَى النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم إِلَّا أَنَّ فِي الطَّرِيْقِ رَجُلًا مَجْرُوْحاً بِكَذِبٍ أَوْ غَفْلَةٍ أَوْ مَجْهُوْلِ الْحَالِ فَهٰذَا أَيْضًا يَقُوْلُ بِهِ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا يَحِلُّ عِنْدَنَا الْقَوْلُ بِهِ وَلَا تَصْدِيْقُهُ وَلَا الْأَخْذُ بِشَيْءٍ مِّنْهُ'' باقی رہا کہ اہل مشرق و مغرب سے، جماعت کا جماعت سے اور ثقہ راویوں کا ثقہ سے روایت نقل کرنا، یہاں تک کہ وہ واسطہ نبی کریم ﷺ تک پہنچ جاتا ہے، لیکن اثنائے سند میں کوئی راوی جھوٹ، غفلت اور مجہول الحال ہونے سے متصف ہوتا ہے، بعض لوگ ایسی روایات کو جائز سمجھتے ہیں، مگر ہمارے نزدیک ایسی روایات کو نقل کرنا، ان کی تصدیق کرنا اور ان سے مسائل اخذ کرنا

جائز نہیں۔‘‘(الفصل والملل والأھواء والنحل:69/2)

4 امام ابوشامہ عبدالرحمٰن بن اسماعیل مقدسی رحمہ اللہ (599-665ھ) کہتے ہیں:’وَلٰكِنَّهٗ جَرٰى فِيْ ذٰلِكَ عَلٰى عَادَةِ جَمَاعَةٍ مِنَ أَهْلِ الْـأَحَادِيْثِ يَتَسَاهَلُوْنَ فِي أَحَادِيْث فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ وَهٰذَا عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنِ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيْثِ وَعِنْدَ عُلَمَآءِ الْـأُصُوْلِ فَالْفِقْهُ خَطَأٌ بَلْ يَنْبَغِي أَنْ يُّبَيِّنَ أَمْرَهٗ إِنْ عُلِمَ وَإِلَّا دَخَلَ تَحْتَ الْوَعِيْدِ فِيْ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ بِحَدِيْثٍ يَرٰى أَنَّهٗ كَذِبَ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ‘‘لیکن علمائے حدیث کی ایک جماعت نے یہ طرزِ عمل اپنایا ہے کہ وہ فضائل اعمال میں احادیث کے متعلق تساہل برتتے ہیں، لیکن محققین علمائے حدیث، اُصولیوں اور فقہا کے نزدیک ایسا انداز غلط ہے، بلکہ حدیث کی چھان بین کرنا ضروری ہے، ورنہ ایسا شخص نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی وعید کی زد میں آ سکتا ہے کہ جس شخص نے میرے حوالے سے کوئی جھوٹی حدیث بیان کی تو وہ آدمی جھوٹا ہے۔‘‘(الباعث علی اُنکار البدع والحوادث،ص:75)

5 شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:’وَلَا يَجُوْزُ أَنْ يُّعْتَمَدَ فِي الشَّرِيْعَةِ عَلَى الْـأَحَادِيْثِ الضَّعِيْفَةِ الَّتِيْ لَيْسَتْ صَحِيْحَةً وَلَا حَسَنَةً‘‘شریعت میں ایسی ضعیف روایات پر اعتماد کرنا جائز نہیں کہ جو صحیح یا حسن نہ ہوں۔‘‘(قاعدة جليلة فى التوسل والوسيلة،ص:175)

6 شارح بخاری حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (773-852ھ) کہتے ہیں:’وَلَا فَرْقَ فِي الْعَمَلِ بِالْحَدِيْثِ فِي الْأَحْكَامِ، أَوْ فِي الْفَضَائِلِ، إِذَا الْكُلُّ شَرْعٌ‘‘احکام یا فضائل میں حدیث پر عمل کرنے میں کوئی فرق نہیں، کیوں کہ دونوں (فضائل اور احکام) شریعت ہی تو ہیں۔‘‘(تبيين العجب بما ورد فى شهر رجب،ص:2)

7 علامہ یمن، محمد بن علی شوکانی رحمہ اللہ (1173-1250ھ) فرماتے ہیں:’الضَّعِيْفَ الَّذِيْ يَبْلُغُ ضَعْفُهٗ إِلٰى حَدٍّ لَا يَحْصُلُ مَعَهُ الظَّنُّ لَا يَثْبُتُ بِهِ الْحُكْمُ، وَلَا يَجُوْزُ الْإِحْتِجَاجُ بِهٖ فِيْ إِثْبَاتِ شَرْعٍ عَامٍّ. وَإِنَّمَا يَثْبُتُ الْحُكْمُ بِالصَّحِيْحِ وَالْحَسَنِ لِذَاتِهٖ أَوْ لِغَيْرِهٖ لِحُصُوْلِ الظَّنِّ بِصِدْقِ ذٰلِكَ وَثُبُوْتِهٖ عَنِ الشَّارِعِ‘‘ایسی ضعیف حدیث جو کہ ظن کا بھی فائدہ نہ دیتی ہو، سے (کسی شرعی مسئلے کا) حکم ثابت نہیں ہوتا اور ایسی روایت کو شرعی احکام میں حجت بنانا جائز نہیں ہے، شرعی حکم صرف صحیح، حسن لذاتہ اور حسن لغیرہ سے ثابت ہوتا ہے، کیونکہ ایسی احادیث سے ظن حاصل ہوتا ہے اور شارع علیہ السلام سے ثابت ہونے کی تصدیق ہوتی ہے۔‘‘

(إرشاد الفحول إلى تحقيق الحق من علم الأصول:134/2)

8 ناصر السنہ، محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: 'وَالَّذِیْ أَدِیْنُ اللّٰهَ بِهٖ، وَأَدْعُوا النَّاسَ إِلَیْهِ أَنَّ الْحَدِیْثَ الضَّعِیْفَ لاَ یُعْمَلُ بِهٖ مُطْلَقًا، لاَ فِی الْفَضَائِلِ وَالْمُسْتَحَبَّاتِ، وَلاَ فِیْ غَیْرِهِمَا'' میں جس دین کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی پیروی کرتا ہوں اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ بلاشبہ فضائل اور مستحب اعمال وغیرہ میں ضعیف روایت پر کسی صورت میں عمل نہیں ہوسکتا۔'' (مقدمة صحيح الجامع الصغير:1/45)

مزید فرماتے ہیں: 'وَجُمْلَةُ الْقَوْلِ أَنَّنَا نَنْصَحُ إِخْوَانَنَا الْمُسْلِمِیْنَ فِیْ مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبِهَا أَنْ یَّدَعُوا الْعَمَلَ بِالْأَحَادِیْثِ الضَّعِیْفَةِ مُطْلَقًا، وَ أَنْ یُّوَجِّهُوْا هِمَّتَهُمْ إِلَی الْعِلْمِ بِمَا ثَبَتَ عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم فَفِیْهَا مَا یُغْنِي عَنِ الضَّعِیْفَةِ، وَفِیْ ذٰلِکَ مَنْجَاةٌ مِنَ الْوُقُوْعِ فِی الْکَذِبِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم لِأَنَّنَا نَعْرِفُ بِالتَّجْرِبَةِ أَنَّ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ فِیْ هٰذَا قَدْ وَقَعُوْا فِیْمَا ذَکَرْنَا مِنَ الْکَذِبِ لِأَنَّهُمْ یَعْمَلُوْنَ بِکُلِّ مَا هَبَّ وَ دَبَّ مِنَ الْحَدِیْثِ، وَقَدْ أَشَارَ إِلٰی هٰذَا بِقَوْلِهٖ: 'کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا أَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِیْ مُقَدِّمَةِ صَحِیْحِهٖ، وَعَلَیْهِ أَقُوْلُ: کَفٰی بِالْمَرْءِ ضَلاَلًا أَنْ یَّعْمَلَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ'' خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہم اپنے مشرقی اور مغربی مسلمان بھائیوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ ضعیف روایات پر عمل چھوڑ کر ان احادیث کی طرف دھیان دیں، جو کہ نبی کریم ﷺ سے صحیح ثابت ہیں، ان صحیح احادیث کے ہوتے ہوئے ضعیف روایات کی ضرورت ہی نہیں رہتی، اس طرح کرنے سے انسان نبی کریم ﷺ کی ذات مبارک پر جھوٹ باندھنے سے بچا رہتا ہے، کیونکہ ہم تجربہ و مشاہدہ سے یہ بات جان چکے ہیں کہ جو لوگ ضعیف روایات پر عمل کرتے ہیں تو وہ شرعی مخالفات میں پڑ جاتے ہیں، کیونکہ وہ ہر آنے جانے والی روایت عمل کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے اپنے ایک فرمان میں اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے: ''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی بات آگے بیان کر دے۔'' اس روایت کو امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں نقل کیا ہے، اس ضمن میں میں یہ کہتا ہوں کہ آدمی کے لیے یہ گمراہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی روایت پر عمل شروع کر دے۔'' (مقدمة صحيح الجامع الصغير:1/51)

محدثین کرام اور علمائے اسلام کی ان تصریحات سے بات واضح ہوچکی ہے کہ ضعیف روایات سے استدلال کرنا درست نہیں، کیونکہ ضعیف روایت درحقیقت نبی کریم ﷺ کا فرمان نہیں ہوتا، وہ آپ ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب ہوتا ہے، ایسے حضرات کو نبی اکرم ﷺ کے اس فرمانِ گرامی پر دھیان دینا چاہئے، آپ ﷺ نے فرمایا: 'إِنَّ کَذِبًا عَلَیَّ لَیْسَ کَکَذِبٍ عَلٰی أَحَدٍ، مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ'' مجھ پر جھوٹ باندھنا ایک عام آدمی پر جھوٹ باندھنے کی مانند نہیں ہے، لہٰذا جس شخص نے مجھ پر جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانہ آگ بنا لے۔'' (صحيح البخاري:1291، صحيح مسلم:933)